72216-اگر کسی کو اپنے ذمہ فرض نمازوں اور روزں کی تعداد کا علم نہ ہو تو اسے کیا کرنا چاہیے ؟

سوال

اگر کسی مسلمان شخص کو فوت شدہ نمازوں اور روزوں کی تعداد کا علم نہ ہو تو اس کی قضاء کیسے کرے ؟

پسندیدہ جواب

اول :

فوت شدہ نمازیں تین حالتوں سے خالی نہیں :

پہلی حالت :

کسی عذر مثلا نیند یا بھول کر نماز رہ گئی ہو تو اس حالت میں اس کی قضاء واجب ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جو کوئی نماز بھول جائے، یا اس سے سویا رہے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب یاد آئے اس وقت ادا کرلے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (572) صحیح مسلم حدیث نمبر (684) یہ الفاظ مسلم شریف کے ہیں.

اور یہ نمازیں جس ترتیب کے ساتھ فرض ہیں اسی طرح ادا کرنا ہونگی پہلی نماز پہلے؛ کیونکہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث ہے کہ :

"عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ جنگ خندق کے روز مغرب کے بعد آئے اور کفار قریش کو برا کہنے اور کوسنے لگے، اور کہا :

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے عصر کی نماز ادا نہیں کر سکا حتی کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہو چکا تھا، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اللہ کی قسم میں نے بھی نماز ادا نہیں کی"

چنانچہ ہم وادی بطحا کی طرف گئے اور نماز کے لیے وضوء کیا اور عصر کی نماز غروب آفتاب کے بعد ادا کی، اور اس کے بعد نماز مغرب ادا کی"

صحیح بخاری حدیث نمبر (571) صحیح مسلم حدیث نمبر (631).

دوسری حالت :

کسی ایسے عذر کی بنا پر نماز ترک ہو جائے کہ انسان کے حواس ہی اس کے ساتھ نہ ہوں، مثلا بے ہوشی وغیرہ تو اس حالت میں نماز ساقط ہو جائیگی اور اس کی قضاء واجب نہیں ہوگی.

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا :

میرا ایکسیڈنٹ ہوااور میں تین ماہ تک ہاسپٹل میں رہا، اس دوران مجھے ہوش نہ تھی، میں نے اس مدت کے دوران نماز ادا نہیں کی، کیا مجھ سے نماز ساقط تھی یا کہ مجھے پچھلی نمازیں ادا کرنا ہونگی ؟

کمیٹی کے علماء کرام کا جواب تھا :

"اگر اس مدت کے دوران آپ کے ہوش و حواس قائم نہ تھے تو آپ سے مذکورہ مدت کی نمازیں ساقط ہیں" انتہی

اور درج ذیل سوال بھی دریافت کیا گیا :

اگر کوئی انسان بے ہوش ہوجائے اور اس مدت میں اس نے نماز ادا نہ کی ہو تو ہوش آنے کے بعد رہ جانے والی نمازیں کس طرح ادا کرے گا ؟

کمیٹی کے علماء کا جواب تھا :

"اس مدت کے دوران رہ جانے والی نمازیں قضاء نہیں کی جائینگی، کیونکہ مذکورہ حالت میں وہ شخص مجنون اور پاگل کے حکم میں ہے، اور مجنون شخص مرفوع القلم ہے" انتہی

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (21/6).

تیسری حالت :

بغیر کسی عذر کے جان بوجھ کر عمدا نماز ترک کی جائے، تو یہ دو حالتوں سے خالی نہیں :

یا تو وہ نماز کا انکار کرنے والا اور اس کی فرضیت کا منکر ہوگا، ایسے شخص کے کفر میں کوئی شک و شبہ نہیں، اور اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اس لیے اسے اسلام قبول کر کے اسلام کے ارکان واجبات پر عمل کرنا ہوگا، اور حالت کفر میں ترک کی گئی نمازوں کی قضاء اس کے ذمہ نہیں ہیں.

دوم :

یا پھر وہ سستی اور کاہلی کی بنا پر نماز ترک کرتا ہے، تو ایسے شخص کی قضاء صحیح نہیں، کیونکہ اس کے نماز ترک کرنے کا کوئی سبب اور عذر نہیں تھا، اور پھر اللہ تعالی نے نماز تو وقت محدد اور معلوم مدت میں نماز ادا کرنا فرض کی ہے.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{یقینا مومنوں پر نماز وقت مقررہ میں ادا کرنی فرض کی گئی ہے} النساء (103).

یعنی نماز کا وقت مقرر اور محدود ہے، اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جس نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ عمل مردود ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (2697) صحیح مسلم حدیث نمبر (1718).

شیخ عبد لعزیز بن باز رحمہ اللہ تعالی سے درج ذیل سوال کیا گیا :

میں نے چوبیس برس کی عمر ہونے کے بعد نمازیں ادا کرنا شروع کی ہیں اور اب ہر نماز کے ساتھ ایک اور فرضی نماز ادا کر رہا ہوں، کیا ایسا کرنا میرے لیے جائز ہے ؟

اور کیا میں یہ عمل کرتا رہوں، یا کہ میرے ذمہ کچھ دوسرے حقوق واجب ہوتے ہیں ؟

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا :

" صحیح یہی ہے کہ جان بوجھ کر عمدا نماز ترک کرنے والے کے ذمہ نماز کی کوئی قضاء نہیں، بلکہ اسے اللہ تعالی کے سامنے توبہ کرنا ہوگی؛ کیونکہ نماز دین اسلام کا ایک رکن اور ستون ہے، اور نماز ترک کرنا بہت عظیم اور بڑے جرائم میں شامل ہوتا ہے.

بلکہ علماء کرام کے صحیح قول کے مطابق جان بوجھ کر عمدا نماز ترک کرنا کفر ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" ہمارے اور ان کے مابین جو عہد ہے وہ نماز کا ترک کرنا ہے، چنانچہ جو کوئی بھی نماز ترک کرے اس نے کفر کیا "

اسے امام احمد اور اہل سنن نے بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے.

اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" آدمی اور شرک و کفر کے مابین نماز کا ترک کرنا ہے "

اسے امام مسلم رحمہ اللہ تعالی نے صحیح مسلم میں روایت کیا ہے، اس کے علاوہ بھی اس مضمون کی بہت سی احادیث ہیں.

اس لیے میرے بھائی آپ کو چاہیے کہ اپنے رب سے سچی اور پکی توبہ کریں اور یہ اس طرح ہو سکتی ہے کہ آپ اپنے کیے پر نادم ہوں، اور آئندہ نماز ترک نہ کرنے کا پختہ عزم کریں، اور فوری طور پر نماز پنجگانہ ادا کرنا شروع کر دیں، اور آپ کے ذمہ ان نمازوں کی قضاء نہیں، نہ تو ہر نماز کے ساتھ اور نہ ہی کسی اور طرح، بلکہ آپ صرف توبہ کریں.

اللہ کا شکر ہے کہ جو کوئی بھی اللہ تعالی کے سامنے توبہ کرتا ہے اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرماتا ہے.

فرمان باری تعالی ہے :

{اور اے مؤمنو تم سب کے سب اللہ تعالی کی طرف توبہ کرو، تا کہ تم کامیاب و کامران ہو جاؤ}.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" توبہ کرنے والا بالکل اسی طرح ہے جس کا کوئی گناہ ہی نہ ہو "

اس لیے آپ کو چاہیے کہ آپ اپنی توبہ میں سچائی اختیار کریں، اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کا محاسبہ بھی کریں، اور نماز پنجگانہ باجماعت وقت میں ادا کرنے کی کوشش کریں، اور جو کچھ ہو چکا ہے اس پر اللہ تعالی سے استغفار کرنے کے ساتھ ساتھ اعمال صالحہ کثرت سے کریں.

اور آپ خیر و بھلائی کی خوشخبری سن لیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی فرماتے ہیں :

.{اور یقینا میں اس شخص کو بخش دینے والا ہوں جو توبہ کرتا اور ایمان لے آتا ہے اور پھر اعمال صالحہ کر کے ہدایت اختیار کر لیتا ہے}.

اور سورۃ الفرقان میں جب اللہ سبحانہ وتعالی نے شرک، قتل اور زنا کا ذکر کیا تو اس کے بعد فرمایا :

.{اور جو کوئی بھی ایسے کام کرے وہ سزا پائے گا، اور روز قیامت اسے دوہرا عذاب دیا جائیگا، اور وہ اس میں ہمیشہ ذلیل ہوتا رہے گا، لیکن جو شخص توبہ کرے اور ایمان لے آئے، اور نیک و صالحہ اعمال کرے، یہی لوگ ہیں اللہ تعالی جن کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل ڈالتا ہے، اور اللہ تعالی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے}.

ہم اپنے اور آپ کے لیے توفیق اور صحت کی دعاء کرتے ہیں، اور دعا ہے کہ اللہ تعالی توبہ کرنے اور خیر و بھلائی کے کاموں پر استقامت کی توفیق نصیب فرمائے" انتہی

دیکھیں : مجموع فتاوی الشیخ ابن باز (330-329/10).

دوم :

رہا مسئلہ روزوں کی قضاء کا اگر تو یہ روزے اس مدت کے دوران ہی ترک ہوئے ہیں جب نماز ترک کی تھی تو آپ پر ان ترک کردہ ایام کے روزے رکھنا واجب نہیں، کیونکہ تارک نماز کافر اور کفر اکبر کا مرتکب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے اور کافر جب اسلام قبول کرتا ہے تو اس پر کفر کی حالت میں ترک کردہ عبادات کی قضاء نہیں ہوتی.

لیکن اگر آپ نے روزے اس وقت ترک کیے جب آپ نماز پابندی سے ادا کرتے تھے اس میں دو احتمال ہیں :

پہلا احتمال :

آپ نے رات روزہ رکھنے کی نیت نہ کی ہو، بلکہ آپ نے روزہ نہ رکھنے کا عزم کر رکھا ہو، تو اس کی قضاء صحیح نہیں، کیونکہ آپ نے بغیر کسی عذر کے شرعی طور پر محدود وقت میں عبادت کی ادائیگی ترک کی ہے.

دوسرا احتمال :

آپ نے روزہ رکھ لیا لیکن دن میں کسی وقت روزہ توڑ لیا ہو، تو اس روزہ کی قضاء کرنی واجب ہے، کیونکہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں روزے کی حالت میں دن کے وقت بیوی سے جماع کرنے والے کو کفارہ کا حکم دیا تو اسے فرمایا تھا :

"اس کی جگہ ایک یوم کا روزہ رکھو"

سنن ابو داود حدیث نمبر (2393) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1671) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے "ارواء الغلیل حدیث نمبر (940) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے درج ذیل سوال کیا گیا :

بغیر کسی عذر کے رمضان المبارک میں دن کے وقت روزہ توڑنے کا حکم کیا ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا :

"رمضان المبارک میں دن کو روزہ توڑنا کبیرہ گناہ ہے، اور ایسا کرنے سے انسان فاسق بن جاتا ہے، اس پر اللہ تعالی کے ہاں توبہ کرنی واجب ہے، اور جس دن کا اس نے روزہ توڑا اس کی جگہ بطور قضاء روزہ بھی رکھنا ہوگا.

یعنی اگر اس نے روزہ رکھ لیا اور بغیر کسی عذر کے دن کو روزہ توڑ لیا تو وہ گنہگار ہوگا، اور اس دن کے بدلے اسے روزہ بھی رکھنا ہوگا؛ کیونکہ اس نے جب روزہ رکھ لیا اور روزہ فرض ہونے کی وجہ سے اس نے روزے کی ابتدا کر لی تو نذر کی طرح اس کی قضاء لازم ہوگی.

لیکن اگر بغیر کسی عذر کے اس نے اصل میں جان بوجھ کر عمدا روزہ رکھا ہی نہیں تو اس میں راجح یہی ہے کہ اس کی قضاء لازم نہیں؛ کیونکہ اسے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، کیونکہ اس کا یہ روزہ قبول ہی نہیں.

اس لیے کہ قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ : جو عبادت بھی کسی وقت کے ساتھ متعین ہے جب بغیر کسی عذر کے اس کا متعین کردہ وقت نکل جائے تو وہ قبول نہیں ہوتی؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جس نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ عمل مردود ہے"

اور اس لیے بھی کہ یہ اللہ تعالی کی حدود سے تجاوز ہے، اور اللہ تعالی کی حدود سے تجاوز کرنا ظلم ہے، اور ظالم سے قبول نہیں ہوتا.

اللہ تعالی کا فرمان ہے :

.{اور جو کوئی بھی اللہ تعالی کی حدود سے تجاوز کرے تو یہی ظالم لوگ ہیں}.

اور اس لیے بھی کہ اگر یہ عبادت وقت سے پہلے یعنی وقت شروع ہونے سے قبل کر لی جائے تو قبول نہیں ہوگی، تو اسی طرح اگر وقت گزر جانے کے بعد کی جائے تو پھر بھی قبول نہیں ہو گی، لیکن اگر کوئی عذر ہو تو پھر قبول ہے" انتہی

دیکھیں : مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (19) سوال نمبر (45).

اس پر واجب ہے کہ وہ صدق دل سے سب گناہوں سے سچی توبہ کرے، اور فرائض و واجبات کی پابندی کرے اور برائی اور منکرات کو ترک کر کے کثرت سے نوافل اور اللہ کے قرب والے اعمال کرے.

واللہ اعلم.